ڈاکٹر محمد اجمل کے دو خط

مکان نمبر 180-A گلی نمبر 48

سیکٹر F/10-4

اسلام آباد

برادر عزیز رشید احمد جالندھری صاحب ، السلام علیکم و رحمۃ اللہ،

المعارف کا شمارہ ، جولائی ۱۹۹۳ء ملا، کھول کر پڑھنا شروع کیا، تو پڑھتا ہی چلا گیا، اس قدر دل چسپ اور فکر انگیز مضامین تھے کہ رسالہ چھوڑنے کو جی ہی نہیں چاہتا تھا۔ آپ نے انتخابات کے بارے میں جن افکار کو بیان کیا ہے، ان کی سچائی اور دیانت قابل تعریف ہے۔ "ادائے امانت" کے مفہوم میں حق پرستی اور انسان دوستی کو شامل کر کے اخلاق کے ایک نہایت اہم پہلو کی طرف اشارہ کیا ہے۔ خدا کرے کہ ہم سب "ادائے امانت" کے لیے آمادہ ہو جائیں۔

پھر "حیات سرمد (پر ایک نظر)" دیکھا جو کہ سید ابوالخیر مودودی (مرحوم) نے لکھا، مولانا کا مضمون علمی دیانت اور محنت سے لکھا گیا ہے، اور اس پر آپ نے جو نوٹس کا اضافہ کیا ہے وہ قابل داد ہے۔ مولانا کی دل آویز شخصیت کے بارے میں آپ نے خوب لکھا ہے۔ پڑھ کر مولانا کی شخصیت سے انسان متاثر ہوتا ہے۔

سرمد پر جن افکار و حوادث نے اثر چھوڑا، مولانا نے اسے بڑی خوبی سے تحریر

کیا ہے۔ مولانا نے مختلف مورخوں کے بیانات سے استفادہ کیا ہے، لیکن ان کے مطالعہ کے بعد جو نتیجہ نکالتے ہیں وہ بہت صحیح اور صائب ہوتا ہے۔ ان نتائج کے علاوہ مولانا نے سرمد کے کلام کے جو حصے لکھے ہیں، ان میں سے ہرشعر دل کش اور خوب صورت ہے۔ مثلاً خیام کی ایک رباعی لکھتے ہیں۔:

خیام ز بہر گند ایں ماتم چیست
وز خوردن غم بیشتر و کم نیست
آں را کہ گنہ نہ کرد غفراں نہ بود
غفران زبرائے گنہ آمد غم چیست

بخلاف اس کے سرمد لکھتا ہے۔

ہر شام و سحر در غم افعال خودم
دل خستہ و شرمندہ احوال خودم
آیاچہ بود مآل کارے کہ نہ شد
پیوستہ در اندیشہ اعمال خودم

خیام اور سرمد کا موازنہ خوب ہے، خیام غم سے آزاد ہوجاتا ہے اور سرمد غم میں مبتلا رہتا ہے، اور قید حیات و بند غم کو ایک سمجھتا ہے۔

آپ نے اس مضمون کے آخر میں جو حواشی دیے ہیں وہ جامع ہیں۔ محمد اسحاق بھٹی صاحب کی "ایک حدیث" جس میں محنت اور جانسوزی کی تلقین کی گئی ہے۔ بہت برمحل ہے اور آخیر میں ان کا مولانا محی الدین احمد قصوری پر مضمون ہے جس میں انھوں نے یہ بتایا ہے کہ سابق وزیراعظم پاکستان معین الدین احمد قریشی، مولانا محی الدین احمد قصوری کے صاحب زادے ہیں۔ یہ بھی ایک اچھا مضمون ہے۔ میں بھی مولانا محی الدین قصوری سے بچپن میں واقف تھا جو مصری شاہ میں اپنے چچا مولانا عبداللہ قصوری

کے پاس آیا کرتے تھے

آپ کا یہ شمارہ نہایت جاذب نظر و فکر ہے۔ خدا کرے کہ یہ رسالہ اور زیادہ قابل قدر اور عمدہ مضامین شائع کرتا رہے، سرمد پر مضمون تو ایسا ہے جو دماغ پر حاوی ہو جاتا ہے اور کئی دن تک انسان اس کا چٹخارہ لیتا رہتا ہے۔

یہ تاثر میرا آپ کے شمارہ (جولائی ۱۹۹۴ء) کی بابت ہے۔ مولانا مودودی مرحوم کے اور مضامین بھی المعارف میں شائع ہونا چاہییں۔ ارباب فکر کے لیے تو ایسی تحریریں ایک خزانے کی حیثیت رکھتی ہیں۔

امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔

مخلص

محمد اجمل

تاریخ ۸، نومبر ۱۹۹۳ء

مکان نمبر 180-A گلی نمبر 48

سیکٹر F/10-4

اسلام آباد

برادر عزیز رشید احمد جالندھری صاحب۔ السلام علیکم،

ایک خط پہلے ارسال کر چکا ہوں۔ بعد میں خیال آیا کہ سرمد کی ایک نہایت خوب صورت رباعی اور بھی ہے جس میں فقر کے ساتھ اس جہاں فانی کا تعلق اور وقت کے بہاؤ کا ذکر ہے۔ سرمد کہتے ہیں۔

آں کس کہ شراب می خورد، می گزرد
و آں کس کہ کباب می خورد، می گزرد
سرمد کہ بکاسہ گدائی ناں را
تر کردہ بآب می خورد، می گزرد

اس کے علاوہ آپ سے یہ درخواست کرنا تھی کہ آپ کے ہاں اگر امام غزالی کے بارے میں کوئی انگریزی کی جامع کتاب ہو تو وہ ضرور بھجوا دیں۔ میں قیمت بذریعہ چیک ادا کر دوں گا۔

امید ہے آپ مع اہل و عیال بخیریت ہوں گے۔

مخلص

محمد اجمل